www.wilayattimes.com
اشاعت کا تیسرا سال

# ہفت روزہ ولایت ٹائمز

WILAYAT TIMES

سرینگر

اللہ کی ولایت مومنین اور متقین پر ہے وہ انہیں تاریکی سے روشنی کی طرف نکال لاتا ہے

جلد:04 ☆ شمارہ نمبر:09 ☆ تاریخ:26 فروری 2018 تا 04 مارچ 2018ء بمطابق 09 جمادی الثانی تا 15 جمادی الثانی 1439ھ ☆ صفحات:8

# بچیوں کی عصمت دری کا جاری رہنا شرمناک

اس خطرے کے خلاف اٹھنے کی بڑی ذمہ داری سماج کی ہے۔ مزاج یہ ہے کہ انسان کا معمول ان واقعات کو کُور کردیتا ہے۔ کشمیر کے سلسلے میں ڈینائل موڈ (انکار کرتے رہنے کی صورت حال) ایک ایسا فیکٹر ہے جو عورتوں کو ایسے مسائل کی طرف دھکیلتا ہے۔ مثال کے لئے جائے واردات پر ہراساں کرنا ایک عام بات ہے اور بدقسمتی سے اسے قبول کرلیا گیا ہے۔ سماجی احتجاج کے علاوہ ایسی صورت حال سے نمٹنے کا افسروں کا طریقہ بھی اسے عام حادثہ بنا دیتا ہے جبکہ اس سے نمٹنے کے لئے ایک جامع نقطہ نظر ہونا چاہئے۔

**سید شجاعت بخاری**

بے رحمی کی کوئی بھی حد نہیں ہوتی ہے۔ نفسیات جو بربریت کی طرف لے جاتی ہے، وہ کسی بھی مذہب سے متعلق نہیں ہوتی ہے۔ پاکستان کے پنجاب صوبے کے قصور، جموں وکشمیر کے کٹھوا اور ہریانہ کے پانی پت کے تین بھیانک حادثات سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ قصور میں 8 سال کی ایک بچی زینب نامی کی عصمت دری کی گئی اور اس کا قتل کردیا گیا۔ اس حادثہ نے پورے پاکستان کو جھنجھوڑ دیا۔ جموں وکشمیر میں بھی آصفہ کے ساتھ ایسا ہی حادثہ ہوا۔ 15 جنوری کو پانی پت ضلع کے ارانا گاؤں کے باہری علاقے میں ایک دلت لڑکی جو کلاس 7 کی طالبہ تھی، مردہ پائی گئی۔ پولیس نے کہا کہ 11 سالہ طالبہ کو پہلے قتل کردیا گیا تھا اور پھر اس کے دو پڑوسی نے مبینہ طور پر عصمت دری کی۔

یہ تین واقعات اس طرز فکر کا ایک پیٹرن دکھاتے ہیں جو نام نہاد انسانوں کو الگ نہیں کرتے۔ جب زینب کی تصویریں سوشل میڈیا پر آئیں تو اس کی معصوم آنکھیں انصاف مانگ رہی تھیں۔ ان تصویروں کو دیکھنے والا خود کو قصوروار مان رہے تھے۔ جموں وکشمیر میں بھی آصفہ کے لئے انصاف کی مانگ ہوئی۔ ہریانہ میں بھی مخالفت ہوئی اور جس طرح سے دلت لڑکی کے ساتھ بدسلوکی ہوئی، اس نے لوگوں کا دھیان مبذول کیا۔ حالانکہ اس معاملے میں اگلے ہی دن گرفتاریاں ہوئیں لیکن اس سے اس لڑکی کا وقار اور اس کی زندگی واپس نہیں لائی جاسکتی۔ ماضی میں ہندوستان میں اس طرح کے معاملوں سے جیسے نمٹا گیا، اس سے بھی کئی اہم سوالات اٹھتے ہیں۔ دسمبر 2013 میں نربھیا معاملے میں جو ہوا، وہ بے مثال تھا۔ اس حادثہ نے ملک کے ضمیر کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ عوام نے عصمت دری قوانین کو سدھارنے کے لئے سرکار کو مجبور کردیا۔ ایسے بھیانک حادثات کو پھر سے واقع ہونے کو روکنا آسان نہیں تھا لیکن پیغام واضح تھا۔ اس حادثے نے عورتوں کے خلاف تشدد کے مسئلے پر ہندوستان کو متحد کیا لیکن یہ ایک اہم بدلاؤ نہیں لا سکا۔ یہ اس لئے بھی کیونکہ متاثر اقلیتی طبقے سے تھا، جب قانون نے صحیح قدم نہیں اٹھائے۔

جموں وکشمیر میں آصفہ کے معاملے نے کئی سوالات اٹھائے ہیں۔ ایسے حادثات عموماً نہیں ہوتے اور اس حادثہ کو لے کر ایک خاص طبقے سے آئے ردعمل بھی غیر معمولی تھے۔ جس طرح سیاسی نقطۂ نظر سے ایک نظریاتی تقسیم دیکھا گیا تھا، وہ زیادہ پریشان کرنے والا تھا۔ آصفہ ایک چھوٹی لڑکی تھی جو خانہ بدوش خاندان سے آتی تھی۔ اسے ایک ایسا غنڈہ اٹھا کر لے گیا جس کا باپ ایک سیاسی پارٹی کا قریبی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ پولیس نے رپورٹ درج کرنے کے بعد بھی کارروائی نہیں کی اور آصفہ کا پتہ لگانے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ اسمبلی میں ہنگامہ ہونے کے بعد پولیس انسپکٹر کو معطل کردیا گیا۔ اگر اسمبلی سیشن نہیں چل رہا ہوتا تو شاید یہ معاملہ بھی سیاسی دباؤ میں دفن ہوجاتا۔ بعد میں یہ کیس کرائم برانچ کو سونپ دیا گیا۔

بدقسمتی سے قتل اور عصمت دری کے اس معاملے کو مذہب کے چشمے سے دیکھا گیا۔ جموں میں اس حادثہ کو لے کر کوئی احتجاج نہیں ہوا۔ جب راقم الحروف نے رائٹس وینگ لیڈروں سے رابطہ کیا تو تقریباً سب کا ردعمل بے حسی سے بھرا ہوا تھا۔ تصور کیجئے کہ اگر ”گؤ جہاد“ کا مسئلہ ہوتا تو یہ لیڈر کیا کرتے، کیا کہتے؟ آصفہ بے قصور تھی اور اسے ابھی یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ اس کا مذہب کیا ہے؟ لیکن جس طرح سے اس کی ٹریجڈی کو نظرانداز کیا گیا تھا، وہ بتاتی ہے کہ ایک طبقہ کس حالت میں جیتا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ جب ایک سماجی کارکن اور وکیل طالب حسین آصفہ کے لئے انصاف کی مہم چلا رہے تھے تو انہیں سرکار نے گرفتار کرلیا۔ رائٹس ونگ لیڈروں نے آصفہ کو مقامی قبرستان میں دفن تک نہیں کرنے دیا۔ یہ بتاتا ہے کہ ریاستی سرکار کس سمت میں جا رہی ہے۔

انتظامیہ اور خاص طور پر پولیس کے ذریعہ دکھائی گئی ڈھیلائی بھی اس حقیقت کو بتاتی ہے کہ جموں میں بی جے پی کے ذریعہ حکومت کی جارہی ہے اور وہاں وہ جو بھی کرنا چاہتی ہے، آسانی سے کرسکتی ہے۔ جب جموں کی بات آتی ہے تو ریاست کی حکومت کا کوئی نظریہ نہیں دکھائی دیتا ہے۔ گٹھ بندھن سرکاریں غلط کے لئے اور غلطوں کی بنیاد پر نہیں بنتی، بلکہ ایک سرکار بنانے کے نظریہ سے بنائی جاتی ہے۔ جموں کی سول سوسائٹی، جموں چیمبر آف کامرس اور دیگر اکائیاں کسی بھی سیاسی ایشو میں شامل ہونے میں کوئی دقت نہیں لگاتیں لیکن ان کے لئے آصفہ ایک انسانی ایشو نہیں تھا۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ کشمیر چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری بھی خاموش رہا، شاید جموں کو خوش رکھنے کے لئے۔ آخر مالی مفاد سے جڑے اتحاد کا جو سوال تھا۔

جموں وکشمیر میں عورتوں کے خلاف تشدد کے واقعات میں بھاری اضافہ دیکھا گیا ہے۔ 2016 میں نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو (این سی آر بی) نے بتایا کہ جموں وکشمیر میں عورتوں کے خلاف نیشنل ریٹ کے مقابلے جرائم کا اوسط زیادہ ہے۔ یہ 53.9 کے مقابلے 57 تھا۔ ریاست کی ویمن کمیشن کی صدر نعیمہ محمود نے 22 نومبر کو مجھے بتایا کہ عورتوں کے خلاف جرائم دو سال میں بڑھے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کمیشن کو 3000 شکایتیں ملیں۔ اس حقیقت کو بھی دھیان میں رکھنا چاہئے کہ قانون تو کئی ہے لیکن نفسیات ایسے ہیں جن کی وجہ سے صرف قانون کے سہارے اس کا سامنا نہیں کیا جاسکتا ہے۔

اس خطرے کے خلاف اٹھنے کی بڑی ذمہ داری سماج کی ہے۔ مزاج یہ ہے کہ انسان کا معمول ان واقعات کو کور کردیتا ہے۔ کشمیر کے سلسلے میں ڈینائل موڈ (انکار کرتے رہنے کی صورت حال) ایک ایسا فیکٹر ہے جو عورتوں کو ایسے مسائل کی طرف دھکیلتا ہے۔ مثال کے لئے جائے واردات پر ہراساں کرنا ایک عام بات ہے اور بدقسمتی سے اسے قبول کرلیا گیا ہے۔ سماجی احتجاج کے علاوہ ایسی صورت حال سے نمٹنے کا افسروں کا طریقہ بھی اسے عام حادثہ بنا دیتا ہے جبکہ اس سے نمٹنے کے لئے ایک جامع نقطہ نظر ہونا چاہئے۔

قصور، پانی پت اور کٹھوا کے جرائم کے نیچر میں کوئی فرق نہیں ہے لیکن جس نقطہ نظر کے ساتھ مسئلے کو ڈیل کیا گیا، اس نے یقینی طور سے اسے الگ کردیا ہے۔ مثال کے طور پر سزا مختلف نہیں ہونی چاہئے اور سماج کے دباؤ سے ہی اس ہدف کو حاصل کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ آصفہ کے معاملے میں ہمارا چیلنج کئی گنا زیادہ ہے۔ لوگ یہ سمجھے کہ آصفہ بھی انسان تھی اور اسے بھی انصاف چاہئے، یہ کیسے یقینی ہوگا؟ لیکن پھر یہ حقیقت بھی ہے کہ ریاستی فرقہ وارانہ لائن پر منقسم ہے اور بدقسمتی سے، ریاستی نظام نے ان رنگ کو اپنا لیا ہے۔ جموں ڈویژن کے انتظامیہ کو اس نقطہ نظر سے دور رہنا چاہئے اور ایسا رویہ اختیار کرنا چاہئے جو بالکل انسانی معیار کے مطابق ہو۔

# جموں کشمیر میں اُردو زبان کی ترویج و تحفظ کیلئے اردو کونسل کا قیام

مبصرین کا ماننا ھے که اردو فقط نام کیلئے ریاست کی سرکاری زبان ھے حالانکه محکمه مال اور پولس تھانوں میں روزنامچه نگاری کے علاوه اسکا کھیں استعمال نھیں ھوتا ھے. اردو داں طبقه ایک عرصه سے ریاست میں اردو کونسل کے قیام کا مطالبه کرتا آرھا ھے جو آج با الآخر پورا ھو گیا ھے. چناچه وزیر اعلیٰ محبوبه مفتی نے حالیه اپنے ایک ٹویٹ میں داغ دھلوی کے مشھور شعر "اردو ھے جس کا نام ھمیں جانتے ھیں داغ، سارے جھاں میں دھوم ھماری زبان کی ھے" کے ساتھ پیغام دیتے ھوئے کھا که ھماری حکومت نے جموں و کشمیر کونسل برائے فروغ اردو زبان کی تشکیل کا فیصله کیا ھے. یه کونسل نه صرف اردو زبان کو زنده بلکه اس کی ترقی و ترویج کے لئے کام کرے گی.

سرینگر/ حکومت جموں کشمیر نے ریاست کی سرکاری زبان اردو کی ترویج وترقی کیلئے بار بار کئے جاتے رہے زبانی وعدوں کو روبہ عمل لاتے ہوئے بالآخر اردو کونسل کے قیام کا باضابطہ حکم جاری کیا ہے۔ ریاست میں وزیر تعلیم الطاف بخاری کی سربراہی میں 39 ارکان پر مشتمل کونسل کے قیام کا حکم ریاست میں اعلیٰ تعلیم کے محکمہ کے پرنسپل سکریٹری اصغر سامون کی طرف سے جاری ہوا ہے اور اس میں ریاستی اسمبلی کے حال ہی سمیٹے گئے بجٹ اجلاس کے دوران کئے گئے اعلان کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اردو فقط نام کیلئے ریاست کی سرکاری زبان ہے حالانکہ محکمہ مال اور پولس تھانوں میں روزنامچہ نویسی کے علاوہ اسکا کہیں استعمال نہیں ہوتا ہے۔ اس حکم نامہ میں کہا گیا ہے "بجٹ تقریر میں اعلان کئے جانے والے جموں وکشمیر اسٹیٹ کونسل برائے فروغ اردو زبان کی تشکیل کو منظوری دی جارہی ہے"۔

واضح رہے کہ ریاستی وزیر برائے خزانہ ڈاکٹر حسیب درابو نے رواں برس جنوری کے اوائل میں قانون ساز اسمبلی میں بجٹ پیش کرتے ہوئے ریاست میں اردو کونسل تشکیل دینے کا اعلان کیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا "اردو نہ صرف ریاست کی سرکاری زبان ہے جو یہاں کے تمام خطوں میں بولی جاتی ہے بلکہ یہ برصغیر ہند کے ثقافتی ورثہ کا ایک وسیع خزانہ ہے جسے عرف عام میں گنگا جمنی تہذیب کہا جاتا ہے۔ گذشتہ سال حکومت نے اردو زبان کی ترویج کے لئے ایک کونسل تشکیل دینے کا اعلان کیا تھا مگر اسے وقت پر عملی جامہ پہنایا نہیں جاسکا۔ اس سال مجوزہ کونسل کسی مزید تاخیر کے بغیر تشکیل دی جائے گی۔ میں نے اس غرض کے لئے دو کروڑ روپے بجٹ میں مخصوص رکھے ہیں"۔ اردو جموں کشمیر کی سرکاری زبان ہے تاہم یہاں اس زبان کا حال بے حال ہے۔

مبصرین کا ماننا ہے کہ اردو فقط نام کیلئے ریاست کی سرکاری زبان ہے حالانکہ محکمہ مال اور پولس تھانوں میں روزنامچہ نگاری کے علاوہ اسکا کہیں استعمال نہیں ہوتا ہے۔ اردو داں طبقہ ایک عرصہ سے ریاست میں اردو کونسل کے قیام کا مطالبہ کرتا آرہا ہے جو آج بالآخر پورا ہوگیا ہے۔

چنانچہ وزیر اعلیٰ محبوبہ مفتی نے حالیہ اپنے ایک ٹویٹ میں داغ دہلوی کے مشہور شعر "اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ، سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے" کے ساتھ پیغام دیتے ہوئے کہا "ہماری حکومت نے جموں وکشمیر کونسل برائے فروغ اردو زبان کی تشکیل کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ کونسل نہ صرف اردو زبان کو زندہ بلکہ اس کی ترقی وترویج کے لئے کام کرے گی"۔

ریاستی اردو کونسل میں کل 39 ممبران ہونگے جنکی سربراہی ریاستی وزیر تعلیم الطاف بخاری کرینگے جبکہ ریاست کی تمام مرکزی وریاستی یونیورسٹیوں کے وائس چانسلروں کو بطور اراکین منتخب کیا گیا ہے۔ ریاست کی ادبی شخصیات ومحققین بشمول پروفیسر حامد کشمیری، پروفیسر محمد زمان آزردہ، پروفیسر نذیر احمد ملک، پروفیسر نور محمد شاہ، پروفیسر احمد قدوس جاوید، پروفیسر ظہور الدین، ولی محمد اسیر، فاروق مضطر، خالد بشیر احمد اور روزنامہ کشمیر عظمیٰ کے جاوید آذر کو بھی بطور اراکین منتخب کیا گیا ہے۔

اس دوران حکومت کی طرف سے اردو زبان کو فروغ دینے کے لئے پہلے ریاستی کونسل کی تشکیل کو خوش آئند قرار دیتے ہوئے فیڈریشن آف اردو ورکنگ جرنلسٹس نے کونسل میں معروف اردو صحافی جاوید آذر کو بطور ممبر شامل کرنے کی سراہنا کی۔ ترجمان کے مطابق فیڈریشن آف اردو ورکنگ جرنلسٹس (فوج) نے کہا کہ جموں کشمیر میں سرکاری زبان کی ترویج، ترسیل، ترقی اور تحفظ کیلئے جہاں عرصہ دراز اردو زبان کے محبان ایک ایسے فعال ادارے کے قیام کا مطالبہ کر رہے تھے، جس سے اردو زبان کی کھوئی ہوئی منزلت اور شان وشوکت کو دوبارہ بحال کیا جاسکیں، وہی سرکاری زبان کے ساتھ سوتیلا سلوک روا رکھنے پر قدغن لگ جائے۔ ترجمان نے اردو کونسل کے قیام کو وقت کی ضرورت قرار دیتے ہوئے امید ظاہر کی ہے کہ یہ کونسل محبان اردو کے احساسات اور جذبات کی ترجمانی کریں گی۔ فیڈریشن نے اردو کونسل میں معروف اور مقتدر اردو دانوں کو بہ حیثیت رکن شامل کرنے کی بھی امید کی نوید قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ بالخصوص معروف صحافی جاوید آذر کا اس میں شامل ہونا صحافتی اقدار کے حوالے سے ایک بہتر قدم ہیں۔ ترجمان نے کہا کہ جاوید آذر صحافتی میدان سے گزشتہ 4 دہائیوں سے جڑے ہوئے ہیں، اور اردو صحافیوں کو درپیش مسائل سے بھی باخبر ہیں۔

# تین بحرینی شہریوں کو سزائے موت اور نبیل رجب کو 5 سال قید کی سزا دینے کا حکم

نبیل رجب بحرینی سیاسیات اور تاریخ میں بیچلر کی سند ہندوستان کی یونیورسٹی سے سنہ1987ء میں حاصل کر چکے ہیں۔نبیل رجب بحرین میں "بین" بحرینی مرکز برائے انسانی حقوق نامی ادارے کے سربراہ ہیں ،علاوہ ازیں رجب ہیومن رائٹس واچ شعبہ برائے مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ کے بورڈ آف کینسلیٹنس کے رکن بھی ہیں،نیز وہ انٹر نیشنل فیڈرل فار ہیومن رائٹس نامی ادارے کے چیرمین ہیں،رجب نے گزشتہ نوے کی دھائی میں انسانی حقوق کے شعبے میں اپنی سرگرمیاں شروع کیں

ولایت ٹائمز ڈیسک

تین بحرینی شہریوں کوسزائے موت دے جانے کے حکم کی تصدیق ،نبیل رجب کو5 سال قید کی سزا۔بحرین کی ظالمانہ عدالت نے اس ملک کے انسانی حقوق کارکن نبیل رجب کومختلف الزامات کی بنا پر پانچ سال قید کی سزا سنادی ہے۔بحرینی ذرائع ابلاغ کے مطابق ،بحرین کی فوجی عدالت نے چھ بحرینی شہریوں کو سات سال کی قید اور انکی شہریت کی منسوخی کا حکم بھی جاری کیا ہے۔نیز اسی عدالت نے تین شہریوں ؛ فاضل عباس،علوی حسین اور محمد عبد الحسن المتغوی کو سزائے موت دے جانے کے حکم کی تصدیق بھی کردی ہے۔اس رپورٹ کے مطابق ،نبیل رجب جو بحرین میں انسانی حقوق ادارے کے سربراہ ہیں کو ٹویٹر پر ملکی نظام کے خلاف تنقید کرنے کے جرم میں پانچ سال قید کی سزا سنادی گئی ہے۔

آل خلیفه کی جیلوں میں قید بحرینی انسانی حقوق کے کارکن نبیل رجب کی زندگی کی مختصر داستان

مختصر تعارف:

نبیل رجب ،بحرین کے سب سے معروف انسانی حقوق کے کارکن ہیں جنہیں 2011 میں بحرین میں نظام کے خلاف عوامی احتجاج شروع ہونے کے بعد سے کئی مرتبہ نظام کی توہین اور عوامی احتجاج میں شرکت کرنے پر گرفتار کیا گیا اور وہ ابھی بھی گرفتار ہیں۔

تاریخ و جائے پیدائش:نبیل رجب یکم جنوری 1964ء میں بحرین میں پیدا ہوئے۔

کنیت :ابوآدم

بیٹے :آدم اور ملاک

تعلیم :سیاسیات اور تاریخ میں بیچلر کی سند ہندوستان کی یونیورسٹی سے سنہ1987ء میں حاصل کر چکے ہیں۔

عملی زندگی :نبیل رجب ،بحرین میں "بین" بحرینی مرکز برائے انسانی حقوق نامی ادارے کے سربراہ ہیں ،علاوہ ازیں رجب ہیومن رائٹس واچ شعبہ برائے مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ کے بورڈ آف کینسلیٹنس کے رکن بھی ہیں ،نیز وہ انٹرنیشنل فیڈرل فار ہیومن رائٹس نامی ادارے کے چیرمین ہیں ،رجب نے گزشتہ نوے کی دہائی میں انسانی حقوق کے شعبے میں اپنی سرگرمیاں شروع کیں اور بحرین میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے خلاف چلنے والی تحریکوں کی قیادت کی۔

2011 ،میں بحرینی نظام کے خلاف شروع ہونے والی عوامی تحریک میں رجب نے کئی مرتبہ احتجاجات کی قیادت کی جو ملک میں اصلاحات کا مطالبہ کررہے تھے۔اپنی سرگرمیوں کے باعث نبیل رجب بحرینی سیکورٹی اداروں کو مطلوب سرفہرست شخصیت بن گئے جنہیں کئی مرتبہ نظام کی توہین اور عوامی احتجاجات میں شرکت کرنے پر گرفتار کیا گیا۔

5 مئی2012 ،میں لبنان سے واپسی پر بحرینی سیکیورٹی فورسز نے نبیل رجب کو بحرینی نظام کے خلاف ٹویٹ کرنے پر گرفتار کیا تھا نیز ان پر حکومت کے خلاف ہونے والے مظاہروں میں شرکت پر بھی گرفتار کیا گیا۔

28 مئی2012 ،میں نبیل رجب ضمانت پر رہا ہوگئے ،البتہ 16 اگست2012 ،میں نبیل رجب کو تین سال قید کی سزا سنادی گئی ،قید کے دوران رجب نے والدہ کے جنازے میں شرکت کیلئے اجازت نہ ملنے پر بھوک ہڑتال بھی کی۔

15 جولائی2015 ،میں نبیل رجب کو طبیعت خراب ہونے کے باعث رہا کردیا گیا،مگر13 جون2016 ،میں انہیں جھوٹے دعوے اور نظام کے خلاف جھوٹے الزام لگانے پر ایک بار پھر گرفتار کیا گیا ،اس وقت نبیل رجب نے برملا انکشاف کیا تھا کہ بحرینی جیلوں میں سیاسی قیدیوں اور نظام کے مخالفین کو بد ترین تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

حراست کے دوران نبیل رجب کو بھی بدترین تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور انہیں انفرادی جیل میں دو ہفتوں کے لیے قید کیا گیا جس کی وجہ سے ان کی طبیعت بہت زیادہ بگڑ گئی۔نبیل رجب اب بھی جیل میں قید ہیں اور بحرینی عدالتوں نے انہیں مزید دو سال کی قید سنادی ہے۔

نبیل رجب نے امریکی اخبار نیویارک ٹائمز میں ایک کالم لکھا تھا جس میں انہوں نے سعودی عرب اور بحرین کو ہتھیار فروخت کرنے پر امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کو شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا تھا کہ انسانی حقوق کی پامالی کے حوالے سے سعودی عرب اور بحرین کی شرمناک حقیقت کو جانتے ہوئے ٹرمپ نے دونوں کو ہتھیار کس طرح فروخت کردیے۔

حالانکہ سابق امریکی صدر باراک اوباما نے انسانی حقوق کی بنیادوں پر ہی سعودی عرب اور بحرین کو ہتھیاروں کی ترسیل معطل کردی تھی۔علاوہ ازیں نبیل رجب نے ٹویٹر پر بھی سعودی عرب کی قیادت میں یمن پر جارحیت کرنے والے فوجی اتحاد کو بھی شدید تنقید کا نشانہ بنایا تھا۔

## بحرینی بادشاہ نے اپنے بیٹے کو ولی عهد بنادیا

منامہ/ بحرین کے امریکہ نواز بادشاہ حمد بن عیسیٰ آل خلیفہ نے اپنے بیٹے سلمان بن حمد کو اپنا ولی عہد بنادیا ہے۔بحرین کے امریکہ نواز بادشاہ حمد بن عیسیٰ آل خلیفہ نے اپنے بیٹے سلمان بن حمد کو اپنا ولی عہد بنادیا ہے۔سلمان بن حمد بحرینی بادشاہ کے بڑے بیٹے ہیں۔بحرینی بادشاہ نے سعودی عرب کے بادشاہ کی پیروی کرتے ہوئے اپنے بیٹے کو ولی عہد بنایا۔ذرائع کے مطابق خلیج فارس کی عرب ریاستوں میں بادشاہ اور ولی عہد صرف امریکہ کی مرضی کے مطابق بنائے جاتے ہیں۔خلیج فارس کی عربوں ریاستوں پر امریکہ کو قریبی کنٹرول حاصل ہے خلیج فارس کی عرب ریاستوں کا پورا سرمایہ امریکہ کو ملتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ امریکہ ان عرب ریاستوں میں جمہوریت کی کبھی بھی حمایت نہیں کرتا۔

# آٹھ سالہ آصفہ کی عصمت دری و قتل اور کشمیریوں کی اجتماعی غفلت

تحریر: الطاف حسین ندودی

بلند بانگ دعوے کرنے والے ہم اور ہمارے مذہبی لوگ اور تنظیمیں عملی اعتبار سے آپ اپنے دعووں کی نفی کرتے ہیں۔ "ایک ہی صف میں کھڑے ہیں محمود و ایاز نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز" اسلام کے عدل و انصاف کے تصور کو اس شعر میں سمیٹنے والے شاعر کے کلام کو ہم ہر ایسے موقع پر ضرور پڑھتے ہیں جب بھی اسلام کا عدل و انصاف سے لبریز روشن پہلو پیش کرنے کی نوبت آتی ہے۔ المیہ یہ ہے کہ ہم عملی اعتبار سے بہت کمزور ہی نہیں بلکہ پست ہیں۔ ہم احتساب لوگوں کا کرتے ہیں اور اپنے آپ کو اسے بالاتر سمجھتے ہیں۔ ہماری تربیت ہی ایسے ماحول میں ہوئی ہے جہاں "اونچ نیچ کی نفی" کے باوجود اونچ نیچ ہے۔ مذہبی حلقوں میں ایک مخصوص طبقہ "تنقید" کا قائل ہے اور جو قائل نہیں ہیں وہ اپنے سوا ہر دوسرے کی تنقید کرتے رہتے ہیں اور جو قائل ہیں وہ دوسروں کی تنقید کرتے ہیں اور خود بھی سہتے ہیں مگر ان کے ہاں اصلاح کی نوبت ہی نہیں آتی ہے جن میں میں بھی شامل ہوں۔ ہم گویا ایک ایسے مرض میں مبتلا ہیں جس کا اکثر ناقدین کو احساس نہیں ہوتا ہے۔ آصفہ کے واقعے نے میری اس بات پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔ گرچہ یہ کوئی پہلا واقع نہیں ہے جس سے ہماری بے حسی نمایاں ہو کر سامنے آئی ہو۔ اسے پہلے بھی یہ شکایات سامنے آئی کہ ہم بسا اوقات معمولی واقعات کو آسمان تک پہنچا دیتے ہیں مگر کئی بار ہم نے اہم ترین سانحات کو بالکل نظر انداز کر کے دنیا بھر کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں اور بسا اوقات لوگوں کو ہماری اس بے حسی نے ہم سے مایوس کر دیا ہے۔

جموں کے اخبارات کے مطابق کٹھوعہ میں 8 سالہ بچی آصفہ کو اغوا کاروں نے ایک ہفتہ تک اپنے قبضے میں رکھنے کے بعد قتل کر کے اس کی لاش پھینک دی۔ لاش کو ورثا نے اپنی تحویل میں لینے کے بعد جب دیکھا تو ان کے پیروں تلے زمین نکل گئی کہ دراصل ننھی آصفہ کو ملعون اور خبیث اغوا کاروں نے اپنی حیوانیت کا نشانہ بنانے کے بعد قتل کر ڈالا ہے۔ آٹھ دن قبل لاپتہ ہوئی بچی کی لاش ملنے کے بعد لواحقین و مقامی لوگوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور انہوں نے کئی گھنٹوں تک شاہراہ کو بند کر کے مظاہرے کئے اور اس میں ملوث افراد کے خلاف کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا۔ میڈیا کے مطابق پندرہ سانہ گاؤں کی آٹھ سالہ بچی جو آٹھ دنوں سے لاپتہ تھی آس کی نعش برآمد ہونے کے بعد لواحقین نے الزام لگایا کہ ان کی بیٹی کو تشدد کا نشانہ بنا کر اس کی عصمت تار تار کر کے قتل کیا گیا ہے۔ ایم ایل اے بانہال وقار رسول نے اس سانحہ سے متعلق اسمبلی میں کہا کہ بانو دیپ نامی ہیرانگر کا ایک غنڈہ جس کو سرکار کی پشت پناہی حاصل ہے کے خلاف حکومت کارروائی کیوں نہیں کرتی ہے سے اشارہ اس بات کی طرف تھا کہ دراصل جموں میں سرگرم مافیا ایک مخصوص طبقے کو بار بار نشانہ بناتا ہے اور یہ واقعہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے بلکہ اس سانحہ سے جموں کی مسلم آبادی کو یہ پیغام دیا گیا کہ اب تمہاری آٹھ سال کی معصوم بچیاں بھی محفوظ نہیں ہیں۔

ستم یہ کہ حکومت نے انتہائی بے غیرتی کے گذشتہ تمام ریکارڈ توڑ کر پہلے ہوں ہاں اور پھر ایس ایچ او کو معطل کر کے بالکل ویسا ہی ڈرامہ رچایا جیسا 2009ء میں نیشنل کانفرنس نے شوپیان کی "آسیہ اور نیلوفر" کے سانحہ کے وقت رچایا تھا کہ یہ دونوں پانی میں ڈوب کر مر گئی۔ پھر ایس پی اور ایس ایچ او کو بلی کا بکرا بنا کر معطل کیا اور کیس "جان کمیشن" کے سپرد کر کے بھول بھلیوں میں گم کر دیا۔ آج پی ڈی پی کی وہی وزیر اعلیٰ وہی کردار آصفہ کے کیس میں ادا کر رہی ہے جو 2009ء میں شوپیان کیس میں عمر عبداللہ نے ادا کیا تھا۔ 2009ء میں اسمبلی کے ایوان کو سر پر اٹھانے والی محبوبہ مفتی نے "آسیہ اور نیلوفر قتل" کا الزام پولیس اور سی آر پی ایف پر عائد کیا تھا اور آج وہی میڈم جی ایک ڈاون کو گرفتار کرا کے کیس کی تہ میں پہنچنے سے ہچکچا رہی ہے جو کل عمر عبداللہ سے پولیس اور سی آر پی ایف کے خلاف کارروائی کرنے کی وکالت کا فریضہ انجام دے رہی تھی۔ مین اسٹریم لیڈران کو اپنی تنخواہوں اور چھ سال بعد الیکشن جیت جانے سے غرض ہے انہیں کسی آسیہ، نیلوفر اور آصفہ سے کوئی غرض نہیں ہے البتہ یہ وہ "باضمیر" لوگ ہیں کہ اگر یہ بھی کسی "انشاء" جیسی اندھی بچی کے ساتھ اظہار ہمدردی بھی کر لیتے ہیں تو اس کا چرچا میڈیا کے ذریعے اتنا کراتے ہیں کہ گویا مین اسٹریم لیڈران نے حاتم طائی کی جگہ لے لی ہو۔ نہیں تو ایک سیدھے سادے انسانی کیس کو بھی انہوں نے کیوں اس حد تک لایا کہ کبھی کچھ اور کبھی کچھ ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔

حد یہ کہ ایک جسمانی طور بالغ اور قانونی طور پر نابالغ ملزم کو بھی بہانہ بنا کر چھوڑ دیا گیا جب کہ یہ قتل اور اس کے پشت پناہوں تک پہنچنے کا اہم ترین ذریعہ ہے۔ اسے بھی افسوسناک یہ کہ قانونی تقاضوں کو پورا کرانے کے مطالبات کرنے والے احتجاجیوں پر کٹھوعہ پولیس اس طرح ٹوٹ پڑی گویا کہ کوئی جانوروں کا ریوڑ ہو اور پھر تحقیقات کا مطالبہ کرنے والے وکیل "طالب حسین" کو بھی گرفتار کر کے بند کر دیا گیا۔ اس ساری صورتحال میں افسوس اس بات کا ہے کہ آصفہ کی میت ملنے کے بعد ورثا کو ہندوؤں نے قبرستان کے لئے خریدی ہوئی زمین میں بھی دفن کرنے کی اجازت نہیں دی گئی اور "غنڈوں اور بدمعاشوں" نے ایسے نازک موقع پر بھی ستم رسیدہ خاندان کو مجبور کر کے میت کو اپنے مقامی قبرستان سے آٹھ کلومیٹر دور دوسری جگہ دفنانے پر مجبور کر دیا۔ ان سارے مظالم کی تفصیلات اخبارات میں شائع ہونے کے بعد بھی جموں میں براجمان ساری گورنمنٹ تماشائیوں کا رول ادا کرتی رہی اس لئے کہ حق کا ساتھ دینے اور مظلوم آصفہ کے قاتلوں تک پہنچنے کی صورت میں وہی آر ایس ایس بدنام ہوتی جس کے بل بوتے پر آج حکومت قائم ہے۔

اس سارے میں حیرت کا مقام یہ کہ کشمیر کی آزادی پسند لیڈرشپ نے بھی بیانات تک ہی معاملہ محدود رکھ کر جموں صوبہ کے سارے مسلمانوں کو بے حد مایوس کر دیا ہے جس آزادی پسند لیڈرشپ کا دعویٰ ہے کہ ہم پورے جموں و کشمیر کے عوام کے نمائندے اور جذبات کے ترجمان ہیں۔ اہلیان جموں آج یہ پوچھتے ہیں اور ان کا یہ حق ہے کہ آخر لیڈران کرام نے اس قدر بے حسی کا مظاہرہ کیوں کیا؟ کیا آصفہ ان کی بیٹی نہیں تھی؟ ان سے بھی بڑھ کر ریاست کی مذہبی جماعتوں کا معاملہ شرمناک نظر آیا جنہوں نے حریت تنظیموں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ایک آدھ بیان تک معاملہ محدود رکھ کر اس بات کا ثبوت فراہم کیا کہ وہ اسی وقت کچھ کرتے ہیں جب حریت لیڈران "کچھ کہیں یا کریں" نہیں تو انہیں اس بات کی سدھ بدھ تو ہونی چاہیے کہ حریت کچھ کرے یا نہ کرے انہیں ان جیسے سانحات میں ضرور کچھ کرنا چاہیے نہیں تو ان کا مذہبی جماعتوں کا دعویٰ ہی ایک طرح کا مذاق معلوم ہوتا ہے۔

صوبہ جموں سے تعلق رکھنے والے بیرون ممالک بعض مسلمان نوجوانوں نے کشمیریوں کی خاموشی کو ایک مختلف مگر خوفناک پہلو سے سمجھنے کی کوشش کی ہے جس سے مجھے سخت دھچکہ لگا ہے وہ کہتے ہیں کہ کشمیری صرف اپنے مسائل کے ارد گرد ہی گھومتے ہیں اور یہ المیہ آج کا نہیں بلکہ 1947ء سے لیکر آج تک برابر کا نظر آتا ہے۔ ان کہنا ہے کہ جب 1947ء میں ہمارا قتل عام ہوا تو اس وقت بھی کشمیری خاموش رہے یہاں تک کہ ہماری اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر دیا گیا اور آج نتائج ساری دنیا کے سامنے ہیں۔ کشمیریوں کو ہم سے شکایت یہ ہے کہ ہم ان کی تحریک میں ان کی طرح سرگرمی کے ساتھ حصہ نہیں لیتے ہیں مگر ہمیں کشمیری یہ بتائیں کہ کیا جموں و کشمیر کی کوئی بھی سیاسی یا مذہبی تنظیم میں جموں والوں کو برابری کی بنیاد میں اپنے ساتھ شامل کیا گیا۔ اس کے باوجود میں ہمارے نوجوانوں نے بھی اپنے خون کی قربانی پیش کی اور لیڈران نے قربانیاں دیدیں فرق بس اتنا ہے کہ عسکریت پہلے جموں میں کمزور ہوئی پھر کشمیر کے صوبے میں۔ لیڈران پہلے جموں کے بعض عیاں وجوہات کی بنیاد پر کم سرگرم رہے بعد میں کشمیری اور تو اور کشمیری بعض تنظیموں نے آزادی کی جدوجہد میں نہ صرف واپسی کا فیصلہ لیا بلکہ سرینڈر بھی کیا تو پھر ان جموں والوں سے کیا شکوہ جو ہندوؤں کے قلب میں بیٹھ کر اپنے عقائد اور ایمان کے ساتھ اب بھی کھڑے اور ڈٹے ہوئے ہیں۔

صوبہ جموں کے مسلمانوں کا کہنا ہے کہ مین اسٹریم جیسی ڈرامہ باز کشمیر میں ہے اسے بھی دس گنا زیادہ جموں کی مین اسٹریم ہے اور ان سے ہمیں بھی اگرچہ کوئی امید نہیں مگر آخر کار ہم نے اپنے اشوز کو لیکر کسی کے پاس جانا تو ہے۔ جموں صوبہ میں آزادی پسند سیاسی لیڈران نہ ہونے کے برابر ہیں اور جو ہیں انہیں شکایت یہ ہے کہ کشمیری انہیں کبھی بھی اپنے برابر بٹھانے کی زحمت گوارا نہیں کرتے ہیں ایسے میں جموں والے جائیں تو جائیں کہاں؟ چاروناچار ہماری بے کسی کا فائدہ مین اسٹریم والے اٹھاتے ہیں رہے کشمیر کے مذہبی یا آزادی پسند لیڈران انہیں ہمیں اپنے ساتھ لیکر چلنے کے جب مواقع تھے تب انہیں اس کا ہوش ہی نہیں رہا اب جب حکومت نے ان کے لئے جموں کی جانب رخ کرنا بھی جرم بنا رکھا ہے تو ایسے میں اس کی امید رکھنا ہی بے کار ہے۔ جموں والے پوچھتے ہیں کہ کشمیری لیڈران ترجمانی کا دعویٰ تو ہندوؤں کا بھی از راہ شوق کرتے ہیں مگر کیا یہ سوچنے کا مسئلہ نہیں ہے کہ انہوں ابھی تک مسلمانوں کو بھی اپنے ساتھ ملانے کی عملی کوشش نہیں کی۔ جموں والے پوچھتے ہیں کہ اگر کشمیری لیڈران آصفہ جیسے خالص "انسانی" مسئلے میں ان کے ساتھ کھڑے نہیں ہو سکتے ہیں تو تحریکی مسائل کے لئے کیوں اور کیسے وہ ان کی کوئی مدد کر سکتے ہیں؟

سوشل میڈیا کی توسط سے ایک رلا دینے والا شکوہ یہ بھی سامنے آیا کہ آصفہ بنت یوسف سائنہ پندرہ سانہ ضلع کٹھوعہ دراصل انتہائی غریب گھرانے کی بچی تھی شاید یہی وجہ ہے کہ اس کے لئے کسی نے کشمیر سے لیکر جموں تک کسی نے آواز بلند نہیں کی۔ ایک اور رلا دینے والا شکوہ "جو ہم سب کے منہ پر زوردار طمانچہ ہے" یہ ہے کہ دراصل کشمیری اس اشو پر اس لئے بھی خاموش رہے کہ آصفہ ایک گجر گھرانے میں جنم لینے والے غریب باپ کی بیٹی تھی۔ کوئی بھی باضمیر یہ سب پڑھ اور سن کر جواب میں کچھ بھی کہنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔ یہ طعنے نہیں بلکہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ کشمیر میں آسیہ اور نیلوفر کے قتل پر بہت ہی سخت احتجاج ہوا اور پورا ضلع شوپیان مہینوں تک بند رہا جبکہ آصفہ کے مسئلے پر ایک گھنٹے کا ہڑتال تو دور کی بات انسانی بنیادوں پر احتجاج تک نہیں ہوا؟ آخر ایک ہی ریاست کے انسانوں نے ہی نہیں بلکہ اس کے ہم مذہب مسلمانوں نے بھی ایک معصوم بچی کے وحشیانہ قتل کو انتہائی سنگدلی کے ساتھ نظر انداز کر دیا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "تمام مسلمان ایک فرد کی طرح ہیں اگر اس کی آنکھوں میں تکلیف ہو جائے تو وہ خود پورا تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اگر اس کا سر تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ خود پورا تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ (صحیح مسلم) ایک اور حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ "مومنوں کی مثال ایک جسم کی مانند ہے اگر اس کے ایک حصہ کو تکلیف پہنچتی ہے تو اس کے تمام اعضاء بے چین ہو جاتے ہیں۔ (مسند احمد)۔

کشمیری مسلمانوں کو بالعموم اور مذہبی اور سیاسی لیڈران کو بالخصوص اپنا محاسبہ کرنا چاہیے کہ آخر وہ ان جیسے حساس مسائل میں بھی کیوں خاموشی اختیار کرتے ہیں اس لئے کہ یہ کوئی مستحسن علامت نہیں ہے یہ غیرت و حمیت پر ایک سوالیہ نشان ہی نہیں بلکہ اس کے زوال پذیر ہونے کی دلیل ہے اور اہلیان جموں کے تمام تر شکوہ و شکایات میں کیڑے نکالنے اور تاویل کرنے کے بجائے غور و فکر کرنے کی دعوت ہے۔ سچائی یہ ہے کہ آصفہ کے بے دردانہ قتل اور مظلومانہ موت نے ہم سب کو کٹہرے میں کھڑا کر دیا ہے مجھے بغیر کسی ہچکچاہٹ انتہائی شرمندگی اور ندامت کے ساتھ یہ لکھنا پڑتا ہے کہ بیٹی آصفہ ہم آپ سے شرمندہ ہیں۔

# Meet the Man Who Translated Guru Nanak's 'Japji Sahib' Into Kashmiri

***He blames successive state governments and policy makers for the death of Persian in Kashmir. "A wealth of our rich cultural and literary heritage is originally written in Persian," he said. "But not learning this language and abandoning it, we are distancing ourselves from our rich cultural and literary heritage."***

## Majid Maqbool

Srinagar: Assadullah Asad, 65, a resident of Borwah village in central Kashmir's Budgam district, started writing and translating Persian poetry soon after he retired from a 'boring' job in the planning and statistics department in 2008.

He wanted to make some Persian literature accessible in the local Kashmiri language. Since 2008, Asad has written and self-published seven books, including one of the first Kashmiri translations of the Sikh holy scripture Japji Sahib. For this, he was appreciated and facilitated by the Sikh community in Srinagar on January 5, which is Gurpurab, the birth anniversary of Guru Gobind Singh.

The organisers had then called Asad's translation "a big proof of our (Kashmiri Sikhs and Muslims) brotherhood".

Asad had read a 100-year-old Urdu translation of Japji Sahib a years ago. Last year, he carefully translated the scripture into Kashmiri verse. "I found the teachings in the book and its message of peace relevant, and by translating it, I also wanted to strengthen the bond between Sikhs and Muslims of the Valley, which has stood the test of times," he said. "The Sikhs have always been like our brothers and they've always stood by our side here, even during difficult times in the past decades of conflict."

Asad is the only Kashmiri writer who has translated the sacred verses of Guru Nanak into Kashmiri language in recent decades. "The Sikh community wants to release the book in the Golden temple in Amritsar," he said. "I was told that Manmohan Singh has also been sent a copy of my translation."

After completing the translation, Asad spent his own money to get it published with a local publisher. "I spent about Rs 70,000 on the Japji Sahib translation, so that some copies are made available in bookstalls," he said. "It was a labour of love and I wanted to keep this book out there for those who wanted to read this holy book of Sikhs in Kashmiri language."

Soon after his graduation, Asad began his career in the education department in the 1960s, and worked as a contractual teacher for three years. Later, he took up a job in the state's revenue department, where he worked for nine years, from 1973 to 1982.

In 1982, he was employed in the state's planning and statistics department, where he worked as a statistical officer in Srinagar till his retirement in 2008.

What drew him towards writing and translating Persian texts after his retirement? "My job at the planning and statistics department was laborious and somewhat boring, as I worked mostly with numbers and not words," he said with a smile. "But after work hours, I would write in my diary every day, hoping to write more after retirement."

After he retired in 2008, Asad published his first book of poetry, titled Sozi Jigeer (Inner Voice), which was followed by another book of ghazals in Kashmiri, Laove heath gulale (Wet Tulips) in 2010. A year later, he came up with another book of poems in Kashmiri language, which was titled Dukh te daag (Miseries and scars), containing 100 Kashmiri ghazals which touched on the political and everyday life in the Valley.

In 2012, Asad translated into Kashmiri Allama Iqbal's Persian book Pas Che Bayad Kard (What should then be done, O people of the East). Iqbal wrote it in Persian in the last years before his death, he said, and it is considered to be his seminal work. Published in 1936, the philosophical poetry book touches on themes of poverty, the role of women, art, literature and politics in the East and West. "If someone hasn't read any work of Iqbal and only reads this book, he will be able to understand all his work and philosophy," said Asad.

In 2013, he published another 500-page book of his own Urdu poetry titled Naqsh e Faryadi.

"I was drawn towards reading and writing from my graduation days, but I didn't get much time to write during my government service," he said, adding that he studied subjects like mathematics, political science and Persian in college. In the following years, he came to read a lot of poetry and other literature in Persian. "Persian was taught well in our colleges by excellent teachers, and even at school level from the sixth standard onwards."

The apathy shown towards Persian in the Valley over the past several decades has pained Asad. "Our youth can't read and write in Persian now, which is such a beautiful language with rich and unparalleled literature," he said, adding that a lot of literature on Kashmir is originally written in Persian.

He blames successive state governments and policy makers for the death of Persian in Kashmir. "A wealth of our rich cultural and literary heritage is originally written in Persian," he said. "But not learning this language and abandoning it, we are distancing ourselves from our rich cultural and literary heritage."

Out of his seven books, he submitted one of his translated works to the state-run Jammu & Kashmir Academy of Art, Culture & Languages a few years ago. But it wasn't published in the end. "They had approved it initially and it was praised by noted writers and poets of the Valley, but it didn't get published in the end," he said. "After that, I decided not to send any of my work to the academy." However, he continued to write and translate, spending his own money to publish.

In 2016, Asad says he was the first Kashmiri writer to translate Persian verses of Sufi poet Amir Khusrow into Kashmiri verse. Titled Ghazliyat-i-Ameer Khusrow, Koshur Tarjame (Kashmiri translation), the book contains 120 ghazals by Amir Khusro translated into Kashmiri verse. "There was no Kashmiri translation of his work and I wanted to do one," he said. "It is said Amir Khusrow had written so much that it could fill a whole library. He could read and write in 19 languages."

Being seeped in the Persian language and literature has made Asad adept in translating Persian poetry into Kashmiri verses. "While translating the verses into Kashmiri, I take care that the theme is retained and the essence, the sweetness and the soul of poetry is transferred from one language to another," he explained.

Asad is presently translating the shrukhs (verses) of the patron saint of Kashmiris, Sheikh ul-Alam, which he's been working on for the past two years. He hopes to complete the translation this year. "I'll be translating about 360 rubayats(quadruplets) into Persian language. This will be the first time a Kashmiri writer will be publishing a Persian translation of his kalaam."

Asad laments that the book reading culture is on a decline as people spend more time on smartphones and social media. "We have less readers for books now, especially for books written and translated into Kashmiri language," he said, adding a note of hope. "But books are the best sources of knowledge and no experience is as fulfilling as book reading."

I asked him how his poetry books and Kashmiri translations will find more readers beyond his hometown. He recalled a line by the famous English writer Jerome K. Jerome: "If you don't rise to us, we cannot stoop to you…"

*Majid Maqbool is a journalist and editor based in Srinagar, Kashmir.*

# Kashmir: Dire need to improve Education quality

***Quality education is considered as a primary need for every literate society to see the fruit growing in every field of the society.***

Quality Education is needed for making education system free of faults. Quality education is considered as a primary need for every literate society to see the fruit growing in every field of the society. The quality of the education at both country level and the state level is disappointing.

Both at School level and Higher education there are more major challenges with respect to providing of quality education. Less enrollments in higher education, poor results in government schools , the lopsided teacher- student ratio, limited number of universities with huge number of aspirants , outdated syllabus, rote learning are some of the major challenges faced with regard to providing quality education in the state.

Activists say on the other hand the need to implement the historic Right to Education Act (RTE) is direly felt in Jammu And Kashmir State.

This act envisages the Right of Children to Free and Compulsory Education and received much praise due to its mandatory provision to provide 25% reservation for disadvantaged children in private schools.

On the other hand, the higher education is in great distress as quantity is dominating quality. To add to woes, the very few quality higher education institutes hamper the aspirants.

Tariq Abdullah, a well- known media strategist and research scholar in Quality Education states – " At school level there is dire need to make the syllabus more creative and dynamic so that it connects with the students and make it more competitive so that our children shine on global radar. Both at national level and the state level the enrollment of students in higher education presents distressing picture as it stands just at 18 percent while as it is 44 percent globally. Now we are making information communication technology driven initiatives to increase enrollments and also focus on quality not just quantity."

Tariq Abdullah believes that lack of focus on Skill and technical education in this day and age is also great impediment in our education system. He adds - "We can ensure quality education only when we refocus on providing skill based and technical education to our students so that the soaring unemployment rates are checked."

On the otherhand, educationists are calling for setting up of more quality private universities to cope up with needs and prevent brain drain.

Jaffar Allie, an educationist states - "In small cities of country we are having hundreds of engineering and nursing colleges and private universities while as in the Kashmir valley the processes have been made much difficult even to set a single institute to meet students needs . We call upon the government to provide permission for setting quality private institutes and make process easy for experts having aspiration to set the same."

Sanam Ara, a parent states – "Our Schools both private and government need to make focus on more the activity based education and the student-teacher ratio is also quiet abnormal especially in government schools. At some public schools of Kashmir, a very few teachers have to cater to hundreds of students. While in some parts of the Kashmir Valley, twenty to twenty five teachers are rendering education to just five to ten pupils. At a number of places in Kashmir, the education system is literally being conducted under open air and the frequent climatic hassles brings to grinding halt the functioning of such open air schools. Rote learning has been another burning issue as in most of the instances parrot memory is focus."

Expert Pulse is that Quality Education Picture in the state needs a big revamp from all parameters. (KNB)

# Where the Dreams ferry us!

## By Al-Hussaini

Dreams always remain initial sources for our mints and goals. When our conscience pops up, our mind gets surrounded with unimaginable dreams. As the life goes on we grow up and the competency of comprehension also grows and that time going through some of our childish dreams seem fishing in the desert for us. So, some dreams get faded and some refreshed with fresh dreams. Ultimately, a few of our dreams are opted to excel in our lives. So, let me divulge here another mentionable point here is that we need to run after more then one aim ,our aim 'A' should be beyond as compared to aim 'B'.If we get stuck in aim "A" we can't feel discouraged as our aim 'B' is ready as a backup process to tackle our failure situation. Let me disseminate here about Dr APJ Abdul Kalam, when he did not get selected in plan 'A' that was to be a Pilot in Air force then his plan 'B' was ready and he was clear that he would be an Aeronautical Engineer instead. Now the notable point here is that instead of keeping opted dreams confined to dreams, they need wings to be flown in the sky.

Reading great minds and getting inspired by their marvellous deeds is easy but to be a big gun and having their seat to be a source of inspiration for others is not icing on the cake until and unless we avail our theories. Flamboyance and confidence play an august ,noble and majestic role to kick off for turning our dreams into reality. we need to glance at final destination and to pay full heed to our journey, middle stumbling blocks would stay at arm's length themselves. Shouting at castigations and brickbats hurled by opponents is as a cry in the wilderness. So, answering each bite may become the grounds of our breakdown and failure .so, let the barking dogs bow and let us mind our business.

We can't be hindered from turning our dreams into reality but for the most part 'we ourselves' stay hinderers of our dreams. As while crossing the rungs of our dream ,sometimes we stumble and the same time devilish perception knocks our mind with the message that "you can't ".At that time we are examined of our steadfastness and adherence. There our each stumble should be dubbed by us as a long stride towards victory.

Most people equate success with wealth, fame and power. we all want to achieve success so we could live high on the hog. we could have financial freedom, dazzling car and could live in beautiful house. Let me crack here an unanswered question that, Have we ever added a bit to the definition of success that success means to serve and mend destitute and poor part of mankind?.The poor whose dreams are to see the day when they are fully clothed, when their thirst and appetite is quenched ,when they get sheltered under concrete roof and walls instead of their tattered and pierced ricks and tents!.

*Author hails from Bemina , Khumani Chowk Srinagar and can be reached at rather3434@gmail.com*

Printer,Publisher & Owner:Waseem Raja;Editor in Chief:Waseem Raja;Ass.Editor:Mohammad Afzal Bhat;R.N.I No:JKBIL/2015/6342
Published From:Maisuma Bazar,Gaw Kadal Srinagar (J&K);Adms.Office:Natipora Sgr; Printed at:Khidmat Offeset,Abi Guzar The Bund,Srinagar;
Contact:+91-9419001884;Email:editorwilayattimes@gmail.com; Website:www.wilayattimes.com

3rd Year of Publication

Srinagar

Weekly WILAYAT TIMES

A 10 years old boy Mujtaba Ali from Noori Pora Magam District Baramulla Kashmir is suffering from a kind of tumour and is undergoing treatment at Max Super Speciality Hospital Phase 6 Chandigarh.He belongs to poor family and cost of treatment is nearly Rs.15 lacs which is beyond the reach for his family .Kindly help and pray for him to save the precious life.

Account No:00904010009060З;IFSC Code:JAKA0MAGGAM

+91-7780926423;+91-7889890651

Vol:04 | Issue:09 | Pages:08 | 26th February 2018 to 4th March 2018 | Rs.5/-

# *JRL demanded stern punishment against culprits of Kathua incident*

Srinagar, Feb 22: Joint Resistance Leadership comprising Syed Ali Geelani, Mirwaiz Umar Farooq and Mohammad Yasin Malik, strongly condemning the brutal rape and murder of minor Asifa of Kathua, addressed a press conference at Abi Guzar Srinagar, the leadership demanded stern punishment against the culprits involved in the act and strongly denounced those who are trying to shield the culprits. The leadership said that nothing can be more evil and shameless than supporting the rapists and murderers of an 8 year old girl child and then threatening the community to which the child belonged with dire consequence. they said that It reflects the total moral bankruptcy of BJP in supporting Hindu Ekta Manch that is threatening the Gujjars in Kathua and completely exposes its communal and anti humanity mindset for reaping political dividends. The leadership stated that the color given to this gruesome incident by those who share power with the PDP is a blot on the face of India's democracy.

Addressing the press conference over phone, Syed Ali Geelani said that no religion in the world allows the rape of minors and the recent incident of rape and murder of minor Asifa is not only heart wrenching but also condemnable in all words. He said that the incident is a blot on the face of entire humanity and the act deserves all forms of condemnation.

Geelani demanded that those involved in the gruesome act of rape of minor Asifa that there is unanimous demand of people of entire Jammu and Kashmir that the guilty should be brought to book and hanged in public. He said the people irrespective of their religion also support the same punishment to the guilty and it's the collective responsibility of all the humans living in the J&K state to ensure stern punishment to the people involved in the rape and murder of Asifa.

Geelani said that PDP and its ally BJP is trying hard to trigger a communal flare up in the region and this is the reason that BJP and its allies like RSS and Hindu Ekta Manch is giving a communal touch to trigger fire in the J&K region which is already witnessing worst form of oppression. He strongly condemned the efforts of RSS and Hindu Ekta Manch members to instill fear and harass the poor members of Gujjar community which is not tolerable to the people of the State.

In his telephonic address, Mirwaiz Umar Farooq said that the rape and murder of eight-year-old girl Asifa deserves highest form of condemnation and efforts by the ruling dispensation to shield and to give cover to the real culprits is the biggest irony. He said the incident has left the people of all communities of J&K in deep shock and grief. He said what has further hurt the sentiments of people of J&K is the efforts of cover up by the ruling regimes partner the BJP, which is trying hard to protect the men involved in this gruesome act. Mirwaiz said that it was ironical that RSS and BJP backed Hindu Ekta Manch are openly carrying out protest marches in favour of guilty and threatening boycotts and hartals which reflects their true colors and bias visa-vis Kashmir and Muslims of the State.

Mirwaiz said that it was more painful that on one hand rape of minor is being committed and on the other, pro-Hindutva forces are rallying behind the culprits to ensure they are protected and given a safe passage. He said that it is highly condemnable that culprits and their supporters are threatening and warning the poor members of Muslim Gujjar community. He cautioned that targeting the Gujjar members will have serious repercussion's, which deserves highest condemnation,

In his speech, Muhammad Yasin Malik said that the Muslim of entire Jammu region are being subjected to worst form of repression resulting in their insecurity and the incident that has taken place at Kathua is not gruesome but has shaken the entire humanity. He said warnings and threats issued to Gujjar community is highly deplorable. HE said the RSS backed Hindu Ekta Manch is on the fore front of supporting the real culprits is an eye opener how government is trying to shield the real culprits. He said that once again the vision and programs of fascists have come to open forum.

He said that not only in Jammu and Kashmir, but in entire India, that Muslisms are feeling insecure across India and this has happened soon after the BJP led regime took the reins of power. He said at some time, Love Jihad, Beef or sometimes, Muslims and other minorities are subjected to worst form of repression. He said that the rape and murder of Asifa has should have shaken all those who believe in human values and democracy in India and their criminal silence over this gruesome incident is a big blot on their faces. He said that JRL and the people of JK are demanding in Unison that the guilty involved in the act be hanged. He said that Jammu Muslims can't be left on the mercy of communal elements and fanatic elements and that people of Kashmir will stand shoulder to shoulder with Muslims of Jammu.

## *Two days Exhibition on the life sketch of Hazrat Fatima Zehra S.A. held at New Delhi attracted people of different religions and sects.*

New Delhi:Office of the Markaze Fiqh o Fiqhat Ayatollah Sheikh Wahid Khorasani for India in collaboration with Anjuman-e-Haideria organized an exhibition on the life sketch of loving daughter of Holy Prophet (PBUH) Hazrat Fatima Zehra (S.A) at New Delhi. Cutting across lines of religions and sects,people warmly attended the awareness sessions and paid their visit to know about the greatness of Hazrat Fatima Zehra (S.A). Representative of Supreme Leader Ayatollah Syed Ali Khamanei for Indian Subcontinent,Hojatul Islam Wal Muslimeen Haaj Aqa Mahdi Mehdavipor visit the Jorbagh Delhi and termed the event as great step for promoting Fatmiyah culture among Muslims and other nations.He was accompanied by Prominent Indian Scholar Moulana Syed Kalbe Jawad and many other scholars.During two days long exhibition , beautiful messages written on placards and attractive models were displayed to express the greatness of Hazrat Fatima Zehra (S.A) and many historical events of Islam. Head of the Office and representative of Ayatollah Wahid Khorasani.Hojatul Islam Moulana Syed Raza Abedi said that our motto of organizing such exhibitions is to aware people about Islam and role of Hazrat Fatima Zehra (S.A) for its promotion and defense. Same exhibition was organized in the city of Lucknow and large number of gathering attended the exhibition and paid rich tributes to Hazrat Fatima (S.A).